www.KitaboSunnat.com

تحقیق و تنقید

محمد عبداللہ صالح

گورنمنٹ کالج۔ بھکر

کیا ﴿اِقرأ باسمِ ربّكَ......﴾ پہلی وحی ہے ؟

ماہنامہ اشراق کے نقطہ نظر کا علمی وتحقیقی جائزہ

ماہنامہ 'اشراق' جاوید احمد غامدی کی زیر نگرانی، اور معز امجد کی ادارت میں شائع ہونے والا مجلّہ ہے جو فکر فراہی اور اصلاحی کے علمبردار وامین ہونے کا دعویدار ہے۔ مذکورہ مجلّہ کی اشاعت بابت ماہ ستمبر ۱۹۹۸ء میں محترم طالب محسن نے کیا ﴿ إقرأ باسم ربك...... ﴾ پہلی وحی الٰہی ہے ؟ (نقد و نظر)" کے عنوان سے چار صفحات کا مضمون سپردِ قرطاس کیا ہے۔ اگرچہ مذکورہ مضمون کا محرک اور پس منظر علی گڑھ (انڈیا) سے شائع ہونے والے سہ ماہی جریدے 'تحقیقاتِ اسلامی' میں جناب سید جلال الدین عمری کے مضمون "مکی دور میں رسول ﷺ کی دعوتی حکمت عملی" کی پہلی قسط کو قرار دیا گیا ہے تاہم فاضل مضمون نگار نے جہاں مضمون کی اہمیت وافادیت کو تسلیم کیا، وہاں انہوں نے سید جلال الدین عمری کے اس نقطہ نظر سے واضح اختلاف کیا ہے جس میں انہوں نے ﴿إقرأ باسم ربك...... ﴾ کو پہلی وحی قرار دیا ہے۔ چنانچہ مضمون نگار رقم طراز ہیں :

"ان سطور میں ہمارے پیش نظر اسی مضمون کی پہلی وحی سے متعلق بحث ہے عام نقطہ نظر یہ ہے کہ پہلی وحی میں سورہ علق کی یہ پانچ آیات نازل ہوئی تھیں :

﴿اِقرأ بِاسمِ رَبِّكَ الَّذِی خَلَقَ خَلَقَ الاِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقرأ وَرَبُّكَ الأكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۔ عَلَّمَ الاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ﴾ (۱)

"پڑھو (اے نبی ﷺ) اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا۔ جمے ہوئے خون کے ایک لوتھڑے سے انسان کی تخلیق کی۔ پڑھو، اور تمہارا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا، انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہ جانتا تھا۔"

سید جلال الدین عمری صاحب نے اس موضوع پر لکھتے ہوئے یہی روایتی نقطۂ نظر اختیار کیا ہے (۲)۔ جناب طالب محسن نے مذکورہ بالا نقطۂ نظر کے برعکس کچھ سوالات اٹھائے ہیں، اگرچہ اس میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کا اشارہ سید جلال الدین عمری کی طرف ہے، لکھتے ہیں :

"یہ بات درست ہے کہ تمام علماء اسی نقطۂ نظر کو ایک مسلمہ حقیقت کے طور پر بیان کرتے ہیں اور اس میں بھی شبہ نہیں کہ یہ نقطہ نظر متداول روایات پر مبنی ہے لیکن اسے پڑھتے ہوئے ذہن میں کچھ سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ عمری صاحب اپنے مضمون پر نظر ثانی کرتے ہوئے یہ سوالات پیش نظر رکھیں اور اگر ان کو حل کر دیں تو ان کی یہ سعی بہت سے لوگوں کا ذہنی خلجان دور کرنے کا باعث ہو گی"۔ (۳)

آئندہ سطور میں پہلے مضمون نگار کے "سوالات" کو من و عن نقل کیا جاتا ہے بعد ازاں کتب تفاسیر و کتب احادیث کی روشنی میں ان کا تجزیہ کیا جائے گا مزید براں فکر فراہی و اصلاحی کے تناظر میں بھی ان سوالات پر بحث کی جائے گی۔ راقم کی اس کاوش کو کسی طرح بھی سید جلال الدین عمری کی ترجمانی یا نظر ثانی پر محمول نہ کیا جائے بلکہ ایک علمی و تحقیقی بحث اور مسلمہ نقطۂ نظر کی توضیح سمجھا جائے۔

پہلی وحی پر مضمون نگار کے اٹھائے گئے سوالات

پہلا سوال یہ ہے کہ آغازِ وحی والی روایت میں جن آیات کو پہلی وحی قرار دیا گیا ہے، ان کو ان کے مفہوم کے لحاظ سے پہلی وحی قرار دینا کسی طرح بھی موزوں نہیں لگتا۔ پھر یہ کہ یہ آیات، پوری سورۃ کے ساتھ مل کر، ایک خاص معنی کی حامل ہیں، اگر انہیں الگ رکھ کر پڑھا جائے تو ان میں نبی کے لئے کیا پیغام ہے، اسے متعین کرنا کم و بیش ناممکن ہے۔

دوسرے یہ کہ خود ان آیات میں ہی وہ قرینہ موجود ہے جس سے یہ متعین ہو جاتا ہے کہ یہ پہلی وحی نہیں ہے ہمارا اشارہ پانچویں آیت کی طرف ہے اس آیت میں ﴿عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ﴾ (۴) کے الفاظ سے یہ حقیقت پوری طرح واضح ہے کہ قرآن مجید کی دعوت لوگوں تک پہنچ چکی ہے اور انہیں قرآن مجید کا نئی تعلیمات پر مبنی حصہ سنایا جا چکا ہے۔

تیسرے یہ کہ خود سورۃ میں اس بات کے لئے کوئی قرینہ موجود نہیں ہے جس میں سے یہ معلوم ہو کہ اس کا ایک حصہ کسی اور موقع پر اور دوسرا کسی دوسرے موقعہ پر نازل ہوا ہے۔ مولانا امین احسن اصلاحیؒ نے بھی یہی رائے ظاہر کی ہے :

"میرے نزدیک یہ پوری سورۃ پوری طرح ہم آہنگ و ہم رنگ ہے۔ اس کی ابتدائی پانچ آیتوں کا مزاج بھی بعد کی آیتوں سے کچھ مختلف نہیں ہے۔ سورۃ کا انداز خطاب اتنا تند و تیز ہے کہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی ہی سورۃ میں یہ انداز سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں اختیار فرمایا گیا۔ علاوہ ازیں سورۃ کے الفاظ میں کوئی قرینہ یا اشارہ ایسا موجود نہیں ہے جس میں سے اس کا دو الگ الگ قسطوں میں نازل ہونا معلوم ہوتا ہو۔(۵)

چوتھے یہ کہ جیسا مولانا اصلاحی نے لکھا ہے کہ سورہ علق اپنے اسلوب کی تندی و تیزی کے اعتبار سے کسی طرح بھی پہلی وحی نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح انہوں نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ پہلی پانچ آیتوں اور باقی سورۃ کے مزاج میں کوئی فرق نہیں۔

پانچویں یہ کہ خود روایت میں بھی ایک خلا موجود ہے۔ حضرت خدیجہؓ کے رد عمل اور بطور خاص ورقہ بن نوفل کے جواب سے واضح ہے کہ اس پہلی ملاقات میں حضرت جبرائیلؑ نے حضرت محمد بن عبداللہ ﷺ کو خدا کا پیغمبر ہونے کی خبر دی تھی لیکن ان آیات میں اس تقرر کا تو کوئی ذکر نہیں، البتہ خدا کا کلام پڑھ کر سنانے کا حکم ضرور دیا جا رہا ہے۔ جو ظاہر ہے اسی وقت دیا جا سکتا ہے جب تقرر بھی ہو چکا ہو اور دعوت کے لئے ضروری کلام بھی نازل ہو چکا ہو۔(۶)

یہ سوالات اگر درست ہیں تو یہی بات زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ پہلی ملاقات کے حوالے سے اس روایت میں دی گئی معلومات محل نظر ہیں، مضمون کے آخر میں مزید لکھتے ہیں :

> "لہٰذا یہ امکان پیدا ہو جاتا ہے کہ روایت میں جن آیات کو پہلی وحی قرار دیا گیا ہے وہ پہلی وحی نہ ہوں۔ روایت اور آیات میں 'اقرأ' کے لفظی اشتراک سے کسی راوی نے یہ نتیجہ نکالا ہو کہ یہ آیات پہلی وحی ہیں اور پھر یہ آیات روایات کا حصہ بن گئی ہوں"(۷)

مذکورہ بالا سوالات کی ترتیب کے برعکس ہم اپنے استدلال کو مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت بیان کریں گے۔ امید ہے کہ محولہ بالا سوالات کا تجزیہ و استدلال واضح طور پر سامنے آجائے گا۔

۱۔ پہلی وحی کی تحقیق (کتب تفاسیر و کتب احادیث کی روشنی میں)

۲۔ مذکورہ احادیث کا مقام و مرتبہ

۳۔ سورۃ کے مفاہیم و مطالب کا تجزیہ

۴۔ آیات (العلق ۱۔۵) میں نبوت و رسالت کے لئے پیغام

۵۔ ﴿عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾ کی توضیح

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٦۔ مولانا حمید الدین فراہیؒ اور مولانا امین احسن اصلاحی کے 'اصول تفسیر' پر ایک نظر

(ا)۔ پہلی وحی کی تحقیق (کتبِ تفاسیر واحادیث کی روشنی میں)

اس امر میں کسی اختلاف کی گنجائش نہیں ہے کہ قرآن حکیم کی تفسیر و تشریح کا بنیادی ماخذ خود قرآن حکیم ہے "القرآن يفسّر بعضه بعضا" بعد ازاں اس کی تشریح و توضیح کا اختیار خود شارعؐ کو حاصل ہے لہذا یہ مسلمہ امر ہے کہ جہاں قرآن حکیم کسی تشریح و توضیح کے بارے میں ساکت ہے وہاں حضور اکرم ﷺ کے صریح قول یا عمل کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ (٨)

زیر نظر موضوع کے بارے میں دیکھتے ہیں کہ احادیث صحیحہ اس کو کس طرح واضح کر رہی ہیں اور اس امر میں کسی دوسری رائے کی گنجائش بھی باقی نہیں رہتی۔

مولانا مودودی اپنی تفسیر میں رقم طراز ہیں :

"محدثین نے آغاز وحی کا قصہ اپنی اپنی سندوں کے ساتھ امام زہری سے اور انہوں نے حضرت عروہ بن زبیرؓ اور انہوں نے اپنی خالہ حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی کی ابتداء سچے اور (بعض روایات میں ہے) اچھے خوابوں کی شکل میں ہوئی آپ جو خواب بھی دیکھتے وہ ایسا ہوتا کہ جیسے آپ دن کی روشنی میں دیکھ رہے ہیں پھر آپ تنہائی پسند ہو گئے اور کئی کئی شب وروز غار حرا میں رہ کر عبادت کرنے لگے۔ حضرت عائشہؓ نے 'تحنّث' کا لفظ استعمال کیا ہے جس کی تشریح امام زہری نے 'تعبّد' سے کی ہے یہ کسی طرح کی عبادت تھی جو آپ کرتے تھے کیونکہ اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو عبادت کا طریقہ نہیں بتایا گیا تھا۔ آپ کھانے پینے کا سامان گھر سے لے جا کر وہاں چند روز گزارتے پھر حضرت خدیجہؓ کے پاس واپس آتے اور وہ مزید چند روز کے لئے سامان آپ کے لئے مہیا کر دیتی تھیں۔ ایک روز جبکہ آپ غارِ حرا میں تھے یکایک آپ پر وحی نازل ہوئی اور فرشتے نے آکر آپ سے کہا "پڑھو" اس کے بعد حضرت عائشہؓ خود رسول اللہ ﷺ کا قول نقل کرتی ہیں کہ میں نے کہا "میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں"۔ اس پر فرشتے نے مجھے پکڑ کر بھینچا یہاں تک کہ میری قوتِ برداشت جواب دینے لگی پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھو میں نے کہا میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں، اس نے دوبارہ مجھے بھینچا اور میری قوت برداشت جواب دینے لگی پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھو، میں نے پھر کہا میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں، اس نے تیسری مرتبہ مجھے بھینچا یہاں تک کہ میری قوتِ برداشت جواب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینے لگی پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ یہاں تک کہ "مَالَمْ يَعْلَمْ" تک پہنچ گیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کانپتے لرزتے ہوئے وہاں سے پلٹے اور حضرت خدیجہؓ کے پاس پہنچ کر کہا: مجھے اڑھاؤ، مجھے اڑھاؤ، چنانچہ آپ کو اڑھا دیا گیا جب آپ پر سے خوف زدگی کی کیفیت دور ہو گئی تو آپ نے فرمایا، اے خدیجہ یہ مجھے کیا ہو گیا ہے پھر سارا قصہ آپ نے ان کو سنایا اور کہا مجھے اپنی جان کا ڈر ہے، انہوں نے کہا: ہر گز نہیں آپ خوش ہو جایئے، خدا کی قسم، آپ کو خدا کبھی رسوا نہیں کرے گا، آپ رشتہ داروں سے نیک سلوک کرتے ہیں، سچ بولتے ہیں (ایک روایت میں اضافہ ہے کہ) امانتیں ادا کرتے ہیں، بے سہارا لوگوں کا بوجھ برداشت کرتے ہیں، نادار لوگوں کو کما کر دیتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور نیک کاموں میں مدد کرتے ہیں، پھر وہ حضور ﷺ کو ساتھ لے کر ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں جو ان کے چچازاد بھائی تھے۔ زمانہ جاہلیت میں عیسائی ہو گئے تھے، عربی اور عبرانی میں انجیل لکھتے تھے، بہت بوڑھے اور نابینا ہو گئے تھے حضرت خدیجہؓ نے ان سے کہا: بھائی جان! ذرا اپنے بھتیجے کا قصہ سنئے۔ ورقہ نے حضور ﷺ سے کہا: بھتیجے! تم کو کیا نظر آیا؟ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ دیکھا تھا، بیان کیا۔ ورقہ نے کہا، یہ وہی ناموس (وحی لانے والا فرشتہ) ہے جو اللہ نے موسیٰؑ پر نازل کیا تھا، کاش میں آپ کے زمانہ نبوت میں قوی جوان ہوتا، کاش میں اس وقت تک زندہ رہوں جب آپ کی قوم آپ کو نکالے گی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "کیا یہ لوگ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا "ہاں! کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی شخص وہ چیز لے کر آیا ہو جو آپ لائے ہیں اور اس سے دشمنی نہ کی گئی ہو۔ اگر میں نے آپ کا وہ زمانہ پایا تو میں آپ کی پرزور تائید کروں گا، مگر زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ ورقہ کا انتقال ہو گیا"۔ (۹)

علامہ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں مسند احمد، صحیح بخاری، صحیح مسلم کے حوالہ سے بہ روایتِ زہری مذکورہ بالا واقعہ بیان کیا ہے (۱۰)۔ مولانا تقی عثمانی بھی اپنی کتاب میں فرماتے ہیں۔ "صحیح قول یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ پر قرآن کریم کی سب سے پہلی جو آیتیں اتریں وہ سورۃ علق کی ابتدائی آیات ہیں" (۱۱) پھر صحیح بخاری کے حوالے سے یہ واقعہ بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں "یہ واقعہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے علاوہ تقریباً تمام کتب حدیث میں صحیح سندوں کے ساتھ منقول ہے" (۱۲)

سید امیر علی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: "یہ سورۃ بلا خلاف مکیہ ہے اور ابن عباسؓ نے کہا کہ یہی سورۃ اولاً نازل ہوئی اور اسی پر شیخ ابن کثیرؒ نے جزم کی اور ابو موسیٰ اشعریؓ نے بھی مثل ابن عباسؓ کے بیان کیا اور اسی کے مانند حضرت ام المؤمنین عائشہؓ سے روایت ہے (۱۳) قاضی ثناء اللہ پانی پتی اپنی تفسیر میں اسی نقطہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظر کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں "بغوی نے اپنی سند سے حضرت عائشہؓ کا قول نقل کیا ہے کہ سب سے پہلی سورۃ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ……﴾ نازل ہوئی تھی، یہ کل آیات کا پانچواں حصہ ہے"(۱۴)

مولانا محمد عبدالحق حقانی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: "یہ سورۃ بھی بلا خلاف مکہ میں نازل ہوئی ہے اور قرآن میں جو سب سے پہلے سورۃ نازل ہوئی یہی ہے۔ اور یہی جمہور صحابہؓ اور تابعین کا قول ہے اور صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیر کتب حدیث کی روایات صحیحہ اسی بات کو ثابت کر رہی ہیں"۔(۱۵)

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے بھی اپنی کتاب "الاتقان"، جو علوم القرآن پر جامع کتاب ہے میں ان تمام اقوال کو جمع کر دیا ہے۔ ہم ان کے اقوال کا خلاصہ نقل کرتے ہیں:

"قرآن کے سب سے پہلے نازل ہونے والے حصہ کے بارہ میں کئی مختلف قول آئے ہیں قول اول جو صحیح بھی ہے، یہ ہے کہ سب سے اولا ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ کا نزول ہوا۔ شیخین اور دیگر محدثین نے حضرت عائشہؓ سے اس بارے میں روایت کی ہے۔ حاکم نے مستدرک میں بیہقی نے الدلائل میں حضرت عائشہ کی روایت نقل کی ہے اور اس کو صحیح بتایا ہے "کہ قرآن کی سب سے پہلے نازل ہونے والی سورۃ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ ہے اور طبرانی نے اپنی کتاب الکبیر میں ابو رجاء العطاردی سے ایسی سند کے ساتھ جس میں صحیح ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہیں، روایت کی ہے کہ عطاردی نے کہا "ابو موسیٰ ہمیں قرآءتِ قرآن سکھانے کے وقت حلقہ باندھ کر بٹھاتے تھے اور خود سفید صاف کپڑے پہن کر وسط میں بیٹھتے اور جس وقت وہ اس سورۃ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ کو پڑھتے تو کہا کرتے تھے 'یہ پہلی سورۃ ہے جو محمد ﷺ پر نازل کی گئی۔ ابن اشتہ نے کتاب المصاحف میں عبید بن عمر سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا "جبریلؑ نبی ﷺ کے پاس ایک نوشتہ لائے اور کہنے لگے: پڑھیے۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا: میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ پھر جبریل نے کہا ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ لوگ روایت کرتے ہیں کہ یہ پہلی سورۃ ہے جو آسمان سے نازل کی گئی، اور زہری سے مروی ہے کہ نبی ﷺ غارِ حرا میں تھے کہ ناگہاں ایک فرشتہ آپ کے پاس کوئی نوشتہ لے کر آیا جو دیبا (ریشمی کپڑے) کے ٹکڑے پر لکھا تھا اور اس میں تحریر تھا ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ…… مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾"(۱۶)

سید قطب شہیدؒ اپنی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

"اس سورۃ (العلق) کی ابتدائی آیات بالاتفاق قرآن مجید کی سب سے پہلی نازل ہونے والی آیات ہیں جن روایات میں کچھ دوسری سورتوں اور آیتوں کے پہلے نازل ہونے کا ذکر ہے، وہ قابل اعتماد نہیں ہیں"۔(۱۷)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب ہم کتب حدیث کی سب سے جامع اور مستند ترین کتاب، صحیح بخاری کی پہلی وحی سے متعلق حدیث کا متن یہاں نقل کرتے ہیں حدیث کے جامع خلاصہ پیچھے گزر جانے کے بعد اس کے ترجمہ کی چنداں ضرورت نہیں۔[۱۸]

حدثنا یحیی بن بکیر قال حدثنا اللّیث عن عقیل عن ابن شهاب عن عروۃ بن الزّبیر عن عائشة ام المؤمنین.انّها قالت[۱۹] اَوّل ما بدیٔ به رسول الله ﷺ من الوحی الرّؤیا الصالحة[۲۰] فی النوم فکان لایری رؤیا اِلا جاء ت مثل فلق الصبح ثم حبّبَ اَلَیهِ الخلاءُ وکانَ یخلو بغارِحراء فیتحنّث فیه(وهو التعبد) اللّیالی ذواتِ العَدد قبل ان ینزعَ اِلی اَهله و یتزوّد لِذلك ثم یَرجع اِلی خَدیجة فیتزوّد لِمثلِها حتّی جاء ہ الحق[۲۱] وهو فی غارِ حراءَ فجاءَہُ المَلك فَقال اِقرأ قال ما أنا بقاریٔ قال فأخذنی فغطّنی حتی بلغ مِنیّ الجهد ثم اَرسَلَنِی فَقالَ اِقرأ قلت ما أنا بقاریٔ فأخذنی فغطّنی الثالثة ثم اَرسلنی فقال﴿اِقرأ بِاسمِ رَبّكَ الّذِی خَلَق،خَلَقَ الاِنسانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأ وَرَبّكَ الاَکْرَم﴾[۲۲] فرجع بها رسول اللهﷺ یرجف فؤاده فدخل علی خدیجة بنت خویلد رضی الله عنها فقال زملونی زملونی حتی ذهب عنه الرّوع فَقالَ لخدیجة وَ أخبرَهَا الخَبَر لَقد خَشِیت علی نفسی فَقالت خدیجة کلا والله ما یخزیك الله أبدا انك لتَصِلِ الرّحم و تَحمِل الکلّ وتکسب المعدوم و تقری الضیف و تعین علی نوائب الحق فانطلقت به خدیجة حتّی أتَتْ بِهِ و رقَة بن نوفلِ بن أسد بن عبد العزّی ابن عَم خدیجة وکان امرأ تنصر فی الجاهلیة وکان یکتب الکتاب العبرانی فیکتب من الانجیل بالعبر انیة ماشاء الله ان یکتب وکان شیخا کبیرا قد عمی فَقالَتْ له خدیجة یا ابن عم اسمع من ابن أخیك فقال له ورقة یا ابن أخی ماذا تری فاخبره رسول اللهﷺ خبَر ما رأی فَقالَ لَه وَرَقة هذا الناموس[۲۳] الّذی نزّل الله علی موسیٰ[۲۴] یالیتنی فیها جذعا لیتنی اکون حیاإذ یخرجك قَومك فَقال رسول اللهﷺ أومُخرجیَ هم قَالَ نَعم لَم یاتِ رَجل قط بمثلِ ما جئتَ به الا عودیَ وَاِن یُدرِکنی یومك أنصرك نصر امؤذرا ثم لم ینشب ورقة أن توفی[۲۵]

مذکورہ بالا حدیث صحیح سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس امر میں یہ نقطہ نظر مسلمہ ہے اور یہ بات بھی واضح ہورہی ہے کہ حدیث میں کسی بھی درجہ میں کوئی خلا موجود نہیں ہے اور نہ ہی کسی راوی کے 'اِقرأ' کے لفظی اشتراک کا نتیجہ ہے، نیز قرآن حکیم کی تفسیر و تشریح میں حدیث مذکورہ سے اعتناء امر لابدی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۃ 'المدثر' اور 'الفاتحہ' کی روایات پر ایک نظر

ضمنی طور پر سورۃ المدثر اور سورۃ الفاتحہ کے اول نزول کا بھی جائزہ لے لیا جائے تو مناسب ہوگا۔ مولانا تقی عثمانی اپنی کتاب علوم القرآن میں لکھتے ہیں :

"سب سے پہلی آیات جو نازل ہوئیں، سورۃ علق کی ابتدائی آیات ہیں، ان کے بعد سورۃ مدثر کی آیتیں نازل ہوئیں لیکن اس سلسلے میں بعض تین اقوال اور بھی ہیں جن پر سرسری نظر ڈال لینا مناسب ہوگا :

۱۔ صحیح بخاری کی کتاب التفسیر میں حضرت جابرؓ کی ایک روایت کے ظاہری الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ پر سب سے پہلے سورۃ مدثر کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔ اس بنا پر بعض علماء نے یہ کہہ دیا کہ نزول کے اعتبار سے سورۃ مدثر، سورۃ علق سے مقدم ہے۔

۲۔ امام بیہقیؒ نے دلائل النبوۃ میں حضرت عمرو بن حبیلؓ سے ایک مرسل روایت ذکر کی ہے کہ آنحضرت نزول وحی سے پہلے حضرت خدیجہؓ سے فرمایا کرتے تھے کہ میں جب بھی خلوت میں جاتا ہوں تو کوئی مجھے یا محمد، یا محمد کہہ کر پکارتا ہے یہاں تک کہ ایک دن جب میں خلوت میں پہنچا تو اس نے کہا : یا محمد ﴿بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ...... الخ﴾ یہاں تک کہ پوری سورۃ فاتحہ پڑھ دی۔ (۲۶)

اس روایت کی بنا پر علامہ زمخشری نے لکھا ہے کہ سب سے پہلی نازل ہونے والی سورت سورہ فاتحہ ہے بلکہ اسی کو انہوں نے اکثر مفسرین کا قول قرار دیا ہے۔ (۲۷)

اختصاراً ان نقطہ ہائے نظر کا بھی کتب تفاسیر و احادیث کی روشنی میں جائزہ پیش کیا جاتا ہے :

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اول الذکر کے متعدد جوابات دیے ہیں۔ لکھتے ہیں :

"اول سائل کا سوال کامل سورۃ کے نازل ہونے کی نسبت سے تھا۔ اس لئے جابرؓ نے بیان کیا کہ پہلے پہل جو سورۃ مکمل نازل ہوئی، وہ سورۃ المدثر تھی اور اس وقت تک سورۃ اقرأ پوری نہیں اتری تھی۔ اس قول کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو صحیحین میں بواسطہ ابی سلمہؓ، جابر سے مروی ہے، دوسرا جواب یہ ہے کہ اس مقام پر جابر کی مراد اولیت سے عام اولیت نہیں بلکہ وہ مخصوص اولیت مراد ہے جو فترۃ الوحی کے بعد واقع ہوئی۔ (۲۸)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا تقی عثمانی نے اس کی صراحت احادیث سے یوں کی ہے، لکھتے ہیں :

"حافظ ابن حجرؒ نے اس مغالطہ کی حقیقت واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ درحقیقت بخاریؒ کی کتاب تفسیر میں حضرت جابرؓ کی روایت مختصر ہے اور اس میں دو جملے نقل نہیں کیے گئے۔ یہی روایت امام زہری کی سند سے امام بخاریؒ ہی نے بدء الوحی میں ذکر کی ہے۔ اس میں حضرت جابرؓ نے سورۃ مدثر کے نزول کا واقعہ بتاتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کے یہ الفاظ صراحتاً نقل فرمائے ہیں :

'فاذاالملك الذی جاء نی بحراء جالس علی كُرْسِيٍّ'"(۲۹)

"پس اچانک (میں نے دیکھا کہ) کہ جو فرشتہ میرے پاس غارِ حرا میں آیا تھا وہ کرسی پر بیٹھا ہوا ہے"......

اس سے صاف واضح ہے کہ غار حراء میں سورۃ اقرا کی آیتیں پہلے نازل ہو چکی تھیں، سورہ مدثر بعد میں نازل ہوئی (۳۰)۔ یہاں ہم صحیح بخاری کی حدیث کا مکمل متن نقل کرتے ہیں :

قال ابن شهاب و اخبرنی ابو سلمة بن عبد الرحمن ان جابر بن عبدالله الانصاری قال و هو يحدث عن فترة الوحی فقال فی حديثه بينما انا امشی اذ سمعتُ صوتا من السماء فرفعت بصری فاذا الملك الذی جاء نی بحراء جالس علیٰ كرسی بين السماء والارض فرعبت منه فرجعت فقلت زملونی فانزل الله تعالیٰ(يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرْ قُمْ فَاَنْذِرْ) الیٰ قوله(وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ) فحمی الوحی تتابع(۳۱)

مذکورہ حدیث میں وهويحدث عن فترة الوحی کے الفاظ اس امر کی صراحت کر رہے ہیں کہ حضرت جابرؓ فترۃ وحی کے بعد کی وحی کے بارے میں بتا رہے ہیں۔

جہاں تک دوسرے قول (الفاتحہ کا اول نزول) کا تعلق ہے تو علامہ جلال الدین سیوطی اس بارے میں لکھتے ہیں :

"صاحبِ کشاف نے جس امر کی نسبت اکثر لوگوں کی طرف کی ہے وہ بہت ہی تھوڑی تعداد کے لوگوں کا قول ہے۔ جن کو پہلی بات کہنے والوں کے مقابل عشر عشیر بھی نہیں پایا جاسکتا"(۳۲)

مولانا عبدالحق حقانی اپنی تفسیر میں رقمطراز ہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محدث

"حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ سب سے اول سورۃ فاتحہ نازل ہوئی اور جابرؓ سے منقول ہے کہ سب سے اول سورۃ مدثر نازل ہوئی۔ سو یہ روایت اس قول کے مخالف نہیں کہ سب سے اول سورہ اقرأ کی پانچ آیات (اِقْرَأْ... مَالَمْ يَعْلَمْ) نازل ہوئیں۔

اس لئے کہ اولاً یہی مذکورہ آیات نازل ہوئیں پھر تعلیم، سوال اور نماز کے لئے سورۃ فاتحہ نازل ہوئی اور پھر چھ مہینے تک وحی بند ہوگئی پھر سب سے پہلے اول سورۃ مدثر نازل ہوئی اور لگاتار قرآن مجید نازل ہونا شروع ہوا[۳۳] آخر میں ہم تینوں مذکورہ بالا نقطہ ہائے نظر پر امام نوویؒ کی رائے 'قولِ فیصل' کے طور پر تحریر کرتے ہیں:

" زعم جماعة ان أول ما نزل من القرآن يَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرْ وقيل بفاتحه الكتاب والصواب الذى عليه الجهور ان الاول هو ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ والقولان الا ولان باطلان بطلانا ظاهرا ولا يغتر بجلالة من نقلا عنه فإن المخالفين له هم الجماهير ثم ليس ابطالنا نقوله تقليدا للجماهير بل تمسكا بالد لائل الظاهرة ومن اصرحها حديث عائشةؓ: اول ما بدئ به رسول الله ﷺ من الوحى الرؤيا الصالحة الى قوله...... ثم قال ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ واما ﴿يَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرْ﴾ فانها نزلت بعد فترة الوحى وبعد نزول إقرأ كما صرح به فى مواضع من الحديث قوله: وهو يحدث عن فترة الوحى الى فانزل الله تعالىٰ ﴿يَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرْ﴾ وفى قوله فاذا الملك الذى جاء نى بحراء وفى قوله فحمى الوحى اى بعد فترته...... والله اعلم[۳۴]

(۲) وحی اوّل سے متعلق مذکورہ احادیث وروایات کا مقام ومرتبہ

مضمون نگار جناب طالب محسن لکھتے ہیں:

"پانچویں یہ کہ خود روایت میں بھی ایک خلا موجود ہے، لہٰذا یہ امکان پیدا ہو جاتا ہے کہ روایت میں جن آیات کو پہلی وحی قرار دیا گیا ہے وہ پہلی وحی نہ ہوں۔ روایت اور آیات میں 'اقرأ' کے لفظی اشتراک سے کسی راوی نے یہ نتیجہ نکالا ہو کہ یہ آیات پہلی وحی ہیں اور پھر یہ آیات روایت کا حصہ بن گئی ہوں"۔[۳۵]

یہاں 'اشراق' کے مضمون نگار نے احادیث وروایات کی صحت میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اور ان کی استنادی حیثیت کو محل نظر بنایا ہے مزید برآں بین السطور راوی کی غلط ایک اصطلاح کا صحیح محل ہونے کی بجائے 'غلط العام' ہونے کا تاثر دیا ہے۔ یہاں ہم یہ واضح کریں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی وحی سے متعلق جملہ راوی ثقہ اور مستند، صحت کی شرائط پر پورا اترنے والے ہیں۔ مزید بر آں حدیث کی استنادی حیثیت کے علاوہ روایت و درایت میں کسی اختلاف کی گنجائش نہیں ہے اور یہ کہ امت مسلمہ میں یہ حدیث امر مسلمہ کے طور پر رائج ہے۔

خود مولانا امین احسن اصلاحی فرماتے ہیں :

"جہاں تک صحیح احادیث کا تعلق ہے اس کی نوبت بہت کم آئی ہے کہ ان کی موافقت قرآن سے ہو ہی نہ سکے "(۳۶)

حضورِ اکرم ﷺ کے منصب اور سنت متواترہ کے بارے میں مزید لکھتے ہیں :

"آپ جس طرح اس کتاب کے لانے والے تھے، اسی طرح اس کے معلم اور مبین بھی تھے اور یہ تعلیم و تبیین آپ کے فریضۂ رسالت ہی کا ایک حصہ تھی۔ اب سوال صرف یہ رہ جاتا ہے کہ یہ بات قطعیت کے ساتھ معلوم ہو کہ فلاں اصطلاح کا یہ مطلب خود آنحضرت ﷺ نے بتایا ہے "(۳۷)

پہلی وحی سے متعلق حدیث پوری طرح واضح ہے اور حدیث کی موافقت قرآن حکیم سے بھی پوری طرح ہے نیز قطعیت و صراحت نبویؐ بھی ظاہر ہے پھر اس امر کو محل نزاع کیوں بنایا جاتا ہے۔ اس حدیث کی سند کے متعلق حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں :

"یہ روایات اسنادِ حسن پر مبنی ہیں اور ان احادیث و روایات کے شواہد دوسری صحیح روایات میں بھی ملتے ہیں "(۳۸)

مولانا تقی عثمانی 'علوم القرآن' میں لکھتے ہیں۔

"یہ واقعہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے علاوہ تقریباً تمام کتب حدیث میں صحیح سندوں کے ساتھ منقول ہے۔ اس لئے جمہور علماء کے نزدیک صحیح یہی ہے کہ قرآن کریم کی سب سے پہلی آیات جو آپ پر نازل ہوئیں، سورۃ علق کی ابتدائی آیات، ان کے بعد سورۃ مدثر کی آیتیں نازل ہوئیں "(۳۹)

مولانا مودودی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں

"پہلے حصے کے متعلق علمائے امت کی عظیم اکثریت اس بات پر متفق ہے کہ یہ سب سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی وحی ہے جو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی۔ اس معاملہ میں حضرت عائشہؓ کی وہ حدیث جسے امام احمدؒ، بخاریؒ، مسلمؒ اور دوسرے محدثین نے متعدد سندوں سے نقل کیا ہے صحیح ترین احادیث میں شمار ہوتی ہے اور اس میں حضرت عائشہؓ نے خود رسول اللہ ﷺ سے سن کر آغازِ وحی کا پورا قصہ بیان کیا ہے۔ اس کے علاوہ ابن عباسؓ، ابو موسیٰ اشعری اور صحابہ کی ایک جماعت سے بھی یہی بات منقول ہے کہ قرآن کی سب سے پہلی آیات جو حضور ﷺ پر نازل ہوئیں، وہ یہی تھیں"(۴۰)

امام نوویؒ مذکورہ حدیث کی صراحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

هذا حديث من مراسيل الصحابة فان عائشة لم تدرك زمان وقوع هذه القصة ومرسل الصحابي حجة عند جميع العلما(۴۱)

"یہ حدیث صحابہ کی مراسیل روایات سے ہے کیونکہ حضرت عائشہ نے اس قصہ کے وقوع کا وقت نہیں پایا..... جب کہ صحابی کی مرسل روایات تمام علماء کے نزدیک حجت ہیں"

(۳) سورۃ کے مفاہیم و مطالب کا تجزیہ

مضمون نگار نے ابتدا میں دو سوالات اٹھائے تھے، ان میں سے ایک یہ بھی ہے :

" تیسرے یہ کہ خود سورۃ میں اس بات کے لئے کوئی قرینہ موجود نہیں ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ اس کا ایک حصہ کسی اور موقع پر اور دوسرا کسی دوسرے موقع پر نازل ہوا ہے مولانا امین احسن اصلاحی کا بھی یہی موقف ہے : "میرے نزدیک یہ پوری سورۃ پوری طرح ہم آہنگ و ہم رنگ ہے اس کی ابتدائی پانچ آیتوں کا مزاج بھی بعد کی آیتوں سے کچھ مختلف نہیں ...... علاوہ ازیں سورت کے الفاظ میں کوئی قرینہ یا اشارہ ایسا موجود نہیں جس سے اس کا دو حصوں میں نازل ہونا معلوم ہوتا ہو(۴۲)

مولانا امین احسن اصلاحی کا یہ فرمانا کہ سورۃ پوری طرح ہم آہنگ و ہم رنگ ہے، قرآن حکیم کے اعجاز کی طرف اشارہ ہے۔ لیکن یہ فرمانا کہ سورۃ کے الفاظ میں کوئی قرینہ یا اشارہ ایسا موجود نہیں ہے جس سے اس کا دو حصوں میں نازل ہونا معلوم ہو، مناسب نہیں ہے اس لئے کہ ضروری نہیں کہ الفاظ ہی سے معانی و مطالب کی سمجھ آجائے اور نظم قرآن ہی منشائے ربانی کو متعین کر دے بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ خود الفاظ اپنے مفہوم کو واضح نہ کر پا رہے ہوں تو شارحِ قرآن، حضورِ اکرم ﷺ کے اقوال ارشادات کی طرف رجوع کیا جائے جس سے ایک طرف منشائے ربانی کو سمجھنے میں مدد ملے گی تو دوسری

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف اختلاف ختم ہو گا۔ چنانچہ ہم سورۃ کے مفاہیم و مطالب کا جائزہ، کتب تفسیر کی روشنی میں پیش کرتے ہیں۔

مولانا مودودی فرماتے ہیں :

"اس سورۃ کے دو حصے ہیں پہلا حصہ اقرأ سے شروع ہو کر پانچویں آیت کے الفاظ ﴿مَالَمْ يَعْلَمْ﴾ پر ختم ہو جاتا ہے اور دوسرا حصہ ﴿كَلَّا إِنَّ الإِنسَانَ لَيَطْغَى﴾ سے شروع ہو کر آخر سورۃ تک چلتا ہے پہلے حصے کے متعلق علمائے امت کی عظیم اکثریت اس بات پر متفق ہے کہ یہ سب سے پہلی وحی ہے (اس امر کی صراحت ہم مضمون کے اول حصے میں تفصیل سے کر چکے ہیں) دوسرا حصہ بعد میں اس وقت نازل ہوا جب رسول اللہ ﷺ نے حرم میں نماز پڑھنی شروع کی اور ابو جہل نے آپ کو دھمکیاں دے کر اس سے روکنے کی کوشش کی۔"(۴۳)

دوسرے حصے کی مزید صراحت مولانا مودودی یوں کرتے ہیں :

"اس سورۃ کا دوسرا حصہ اس وقت نازل ہوا جب رسولِ اکرم ﷺ نے حرم میں اسلامی طریقہ پر نماز پڑھنی شروع کر دی اور ابو جہل نے ڈرا دھمکا کر اس سے روکنا چاہا۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ نبی ہونے کے بعد قبل اس کے کہ حضور اسلام کی اعلانیہ تبلیغ کا آغاز کرتے، آپ نے حرم میں اس طریقہ پر نماز ادا کرنی شروع کی جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھائی تھی اور یہی وہ چیز تھی جس سے قریش نے پہلی مرتبہ یہ محسوس کیا کہ آپ کسی نئے دین کے پیرو کار ہیں، دوسرے لوگ تو اسے حیرت ہی کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے مگر ابو جہل کی رگ جاہلیت اس پر پھڑک اٹھی اور اس نے آپ کو دھمکانا شروع کر دیا کہ اس طریقے پر حرم میں عبادت نہ کریں۔ چنانچہ اس سلسلے میں کئی احادیث حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہیں جن میں ابو جہل کی ان بیہودگیوں کا ذکر کیا گیا ہے"(۴۴)

انہی واقعات پر اس سورۃ کا وہ حصہ نازل ہوا جو ﴿كَلَّا إِنَّ الإِنسَانَ لَيَطْغَى﴾ سے شروع ہوتا ہے قدرتی طور پر اس حصے کا وہی مقام ہونا چاہیے تھا جو قرآن کی اس سورۃ میں رکھا گیا ہے (۴۵)

علامہ ابن کثیرؒ نے بھی اپنی تفسیر میں دوسرے حصے کے متعلق اسی بات کو دہرایا ہے، لکھتے ہیں :

"اس کے بعد کی آیتیں ابو جہل ملعون کے بارے میں نازل ہوئی ہیں کہ یہ آنحضرت ﷺ کو بیت اللہ میں نماز پڑھنے سے روکتا تھا"(۴۶)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا مفتی محمد شفیعؒ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں :

"اِقْرَأْ.... مَالَمْ يَعْلَمْ" تک سورہ کی پانچ آیات سب سے پہلے نازل ہوئیں۔ اس کے بعد کی آیتیں کافی عرصہ کے بعد نازل ہوئیں کیونکہ باقی آیتیں (آخر تک) ابو جہل کے ایک واقعہ کے متعلق ہیں اور ابتداءِ وحی نبوت میں تو مکہ میں کوئی بھی آپ کا مخالف نہ تھا، سب آپ کو امین کے لقب سے یاد کرتے تھے اور محبت و تعظیم کرتے۔ ابو جہل کی مخالفت اور دشمنی خصوصاً نماز پڑھنے سے روکنے کا واقعہ جو آگے آرہا ہے آنے والی آیات میں مذکور ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ اسی وقت کا ہے جب رسول اللہ ﷺ نے نبوت ورسالت کا اعلان فرمایا"(۴۷)

البتہ سید قطب شہیدؒ نے آیت ﴿أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَىٰ﴾ میں الذی سے مراد کسی ایک شخص کو متعین نہیں کیا بلکہ فرماتے ہیں کہ اس طرح کی بے ہودہ حرکت کرنے والا کوئی بھی ہو سکتا ہے، اس رائے کو مولانا اصلاحی نے بھی اختیار فرمایا ہے۔ مزید بر آں سید قطب نے احادیث کا مفہوم ہی لیا ہے۔(۴۸)

(۴) وحی اول میں نبوت ورسالت کے لئے پیغام

اب مضمون نگار کے اس عقلی سوال کا جائزہ لیتے ہیں جس کے بارے میں وہ رقم طراز ہیں :

"پہلا سوال یہ ہے کہ آغازِ وحی سے متعلق روایت میں جن آیات کو پہلی وحی قرار دیا گیا ہے ان کو ان کے مفہوم کے لحاظ سے پہلی وحی قرار دینا کسی طرح بھی موزوں نہیں لگتا پھر یہ کہ یہ آیات پوری سورہ کے ساتھ مل کر ایک خاص معنی کی حامل ہیں اگر انہیں الگ رکھ کر پڑھا جائے تو ان میں نبی ﷺ کے لئے کیا پیغام ہے اسے متعین کرنا کم وبیش ناممکن ہے۔"(۴۹)

آئندہ سطور میں ہم اس امر کا جائزہ لیں گے کہ مذکورہ پانچ آیات میں حضورِ اکرم ﷺ کے لئے کوئی پیغام ہے یا نہیں اگر ہے تو وہ کیا ہے۔

علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں۔

"یہی پہلی نعمت ہے جو خدائے تعالیٰ نے اپنے بندوں پر انعام کی اور یہی وہ پہلی رحمت ہے جو اس ارحم الرحمین نے اپنے رحم وکرم سے ہمیں دی۔ اس میں تنبیہ ہے انسان کی اول پیدائش پر کہ وہ ایک جمے ہوئے خون کی شکل میں تھا اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ احسان کیا کہ اسے اچھی صورت میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیدا کیا پھر علم جیسی اپنی خاص نعمت اسے مرحمت فرمائی اور وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔ علم ہی کی برکت تھی کہ کل انسانوں کے باپ حضرت آدمؑ فرشتوں میں بھی ممتاز نظر آئے۔ (۵۰)

آیات کی تفسیر میں واضح طور پر ابن کثیرؒ نے پہلی نعمت اور پہلی رحمت کا ذکر کیا ہے، جو نبوت و رسالت کی سب سے بڑی دلیل ہے اور قرآن حکیم میں حضور اکرم ﷺ کی زبان سے یہ دعا سکھادی گئی ہے ﴿ربِّ زِدْنِی عِلْمًا﴾ (۵۱) 'اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما'

مولانا مودودی اپنی تفسیر میں ابتدائی پانچ آیات کی مختصر تفسیر کے بعد لکھتے ہیں :

"یہاں تک وہ آیات ہیں جو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ پر نازل کی گئیں جیسا کہ حضرت عائشہؓ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے یہ پہلا تجربہ اتنا سخت تھا کہ حضور اکرم ﷺ اس سے زیادہ کے متحمل ہی نہیں ہوسکتے تھے اس لئے اس وقت صرف یہ بتانے پر اکتفا کیا گیا کہ وہ رب جس کو آپ پہلے سے جانتے اور مانتے ہیں آپ سے براہِ راست مخاطب ہے اس کی طرف سے آپ پر وحی کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے، اور آپ کو اسی نے اپنا نبی بنالیا ہے اس کے ایک مدت بعد سورۃ مدثر کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں جن میں آپ کو بتایا گیا کہ نبوت پر مامور ہونے کے بعد آپ کو کیا کام کرنا ہے۔ (۵۲)

ڈاکٹر حمید اللہ فرماتے ہیں :

"نبی امی ﷺ کو سب سے پہلا جو خدائی حکم ملتا ہے وہ یہ کہ ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِی خَلَقَ...... مَالَمْ یَعْلَمْ﴾ اس میں رسول اللہ ﷺ کو پڑھنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ پہلے جملے میں اللہ کی طرف سے ایک حکم آتا ہے اور پھر پڑھنے کی اہمیت بھی اس وحی میں بیان کردی جاتی ہے، یعنی یہ کہ قلم ہی وہ واسطہ ہے جو انسانی تہذیب و تمدن کا ضامن و محافظ ہے اسی ذریعہ سے انسان وہ چیزیں سیکھتا ہے جو اسے معلوم نہیں ہوتیں...... پہلی وحی میں آنحضرت ﷺ کو پڑھنے کے بارے میں حکم دینا ایسی بات ہے جو ہمیں سوچنے پر مجبور کرتی ہے کہ نبی امی کو کیوں پہلی وحی میں اس کی طرف متوجہ کیا گیا۔ (۵۳)

سید قطب شہید نے اپنی تفسیر میں وحی اول کے واقعہ پر اس طرح اظہار خیال کیا ہے :

"اس واقعہ کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ...... جو عظیم، جبار، قہار متکبر اور پوری کائنات کا مالک الملک ہے! اپنی بلندیوں سے اس مخلوق کی طرف، جسے انسان کہا جاتا ہے اور جو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کائنات کے ایک حقیر سے گوشے میں، جسے زمین کہا جاتا ہے پڑی ہوئی تھی، اپنے فضل و کرم سے ملتفت ہوا، اس نے اس مخلوق میں سے ایک ہستی کو چنا کہ وہ خدائی نور کو اخذ کر سکے، خدائی حکمت کی امین بن سکے، خدائی کلمات کا اس پر نزول ہو اور وہ خدا کے اس منصوبے کو عملی جامہ پہنائے جو وہ اس مخلوق سے چاہتا ہے۔

انسان کے سلسلے میں اس واقعہ کی دلالت یہ ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اس کو ایک ایسا اعزاز بخشا ہے جس کا وہ صحیح طور سے تصور کر سکتا ہے اور نہ پوری طرح شکر ادا کر سکتا ہے اگر انسان خدا کے حضور عمر بھر رکوع و سجود میں گزار دے تب بھی وہ خدا کے اس عظیم احسان کا شکر ادا نہیں کر سکتا کہ اللہ نے اسے یاد کیا وہ اس کی طرف ملتفت ہوا! اپنے سے اس کا ربط و تعلق قائم کیا اس کی جنس سے ایک رسول کا انتخاب کیا جس پر وہ اپنا کلام نازل فرماتا ہے اور یہ زمین، جو انسان کا مسکن ہے خدائی کلمات کا۔ جن سے کائنات کے اطراف و جوانب خشوع و ابتہال کے ساتھ گونج رہے ہیں مہبط بنی! (کس قدر عظیم ہے یہ احسان)(۵۴)

مفسرین کی مذکورہ بالا تصریحات سے واضح ہوتا ہے کہ ابتدائی پانچ آیات اپنے معنی و مفہوم کے اعتبار سے جامع نوعیت کی حامل ہیں اور نبی کریم ﷺ کے منصب نبوت و رسالت کا مقام و مرتبہ متعین کرتی ہیں۔

علم الانسان مالم یعلم کی توضیح

محترم مضمون نگار نے ایک سوال یہ بھی اٹھایا ہے کہ مذکورہ آیت سے کسی طور بھی پہلی وحی کا اشارہ نہیں ملتا، رقمطراز ہیں۔

"دوسرے یہ کہ خود ان آیات میں ہی وہ قرینہ موجود ہے جس سے یہ متعین ہو جاتا ہے کہ یہ پہلی وحی نہیں ہے ہمارا اشارہ پانچویں آیت کی طرف ہے اس آیت میں ﴿عَلَّمَ الْاِنسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ﴾ کے الفاظ سے یہ حقیقت پوری طرح واضح ہے کہ قرآن مجید کی دعوت لوگوں تک پہنچ چکی ہے اور انہیں قرآن مجید کا نئی تعلیمات پر مبنی حصہ سنایا جا چکا ہے"(۵۵)

فاضل مضمون نگار کے اس مفروضے کے برعکس مفسرین نے اس آیت کی تفسیر کو مطلق رکھا ہے ذیل میں ہم چند مفسرین کے اقتباسات درج کرتے ہیں۔

"مولانا امین احسن اصلاحی فرماتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"﴿عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ﴾ یہ اسی انعام واحسان کا ایک پہلو ہے کہ صرف تعلیم بالقلم ہی کا احسان امیوں پر نہیں کیا بلکہ مزید احسان یہ بھی کیا ہے کہ ان کو وہ باتیں بتائیں اور سکھائیں جو وہ نہیں جانتے تھے لفظ انسان اگرچہ عام ہے لیکن قرآن کے پہلے مخاطب چونکہ امی عرب ہی تھے اس وجہ سے یہاں اصلاً وہی مراد ہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل خاص سے ان کو جاہلیت کی تاریکی سے نکالنے کے لئے ان پر اپنی یہ کامل ہدایت نازل فرمائی ہے ان پر حق ہے کہ وہ اس کی قدر کریں۔ سورہ جمعہ میں یہی مضمون یوں آیا ہے۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیِّنَ رَسُوْلاً مِنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ آیٰتِهٖ وَ یُزَکِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَةَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (۵۶)

وہی ہے جس نے اٹھایا امیوں میں ایک رسول انہی میں سے وہ ان کو سناتا ہے اس کی آیتیں اور ان کو پاک کرتا اور ان کو سکھاتا ہے کتاب اور حکمت دراں حالیکہ وہ اس سے پہلے نہایت کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔

یہی مضمون، الفاظ کے معمولی تغیر کے ساتھ، البقرہ، ۱۵۱، ۱۹۸ اور آل عمران ۱۶۴ میں بھی آیا ہے۔ (۵۷)

یہاں پر مولانا امین احسن اصلاحی نے واضح طور پر پیغمبر کے منصب اور ذمہ داریوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ مولانا مودودی فرماتے ہیں:

"یعنی انسان اصل میں بالکل بے علم تھا اسے جو کچھ بھی علم حاصل ہوا اللہ کے دینے سے حاصل ہوا اللہ ہی نے جس مرحلے پر انسان کے لیے علم کے جو دروازے کھولنے چاہے وہ اس پر کھلتے چلے گئے یہی بات ہے جو آیۃ الکرسی میں اس طرح فرمائی گئی ہے ﴿وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ﴾ اور وہ لوگ اس کے علم کا احاطہ نہیں کرسکتے سوائے اس کے جو وہ خود چاہے۔ (۵۸) جن جن چیزوں کو بھی انسان اپنی علمی دریافت سمجھتا ہے، درحقیقت وہ پہلے اس کے علم میں نہ تھیں اللہ تعالیٰ ہی نے جب چاہا ان کا علم اسے دیا بغیر اس کے کہ انسان محسوس کرتا کہ یہ علم اللہ اسے دے رہا ہے۔ (۵۹)

قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں ﴿عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ﴾ اللہ نے عقل اور عمل کی قوتیں پیدا کیں اندرونی اور بیرونی دلائل قائم کئے، انبیا کے پاس وحی بھیجی، عوام و خواص کے ذہنوں میں بدیہی علوم پیدا کئے آسمانی کتابیں نازل کیں پیغمبروں کو بھیجا اخبار متواترہ کے ذریعے سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اطلاعات بہم پہنچائیں اور ان تمام ذرائع سے انسان کو وہ علوم سکھائے جس سے وہ ناواقف تھا۔ (۶۰)

رہی یہ بات کہ مذکورہ آیت سے یہ لازم آتا ہے کہ ماضی کے اس صیغہ سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ لوگوں تک قرآن مجید کی دعوت پہنچ چکی ہے۔ تو یہ ضروری نہیں کہ جہاں بھی ماضی کا صیغہ ہو اس سے وہی مفہوم مراد لیا جائے بعض اوقات قرآن حکیم میں ماضی کے صیغے میں مستقبل مراد لیا ہے، مثال کے طور پر ملاحظہ ہو حضرت عیسیٰؑ کا وہ کلام جو انہوں نے گہوارے میں کیا:

﴿قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا﴾ (۶۱)

کہا میں اللہ کا بندہ ہوں مجھے کتاب دی گئی اور مجھے نبی بنایا گیا۔

کیا مذکورہ آیت سے یہ لازم آتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو قبل از یں مبعوث کیا جا چکا تھا اور ان پر کتاب نازل کی جا چکی تھی۔ حقیقتاً یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ وہ اس منصب کے حامل ہوں گے، نیز مفسرین کی تصریحات آیت کے تعین کے لیے کافی ہیں جو ہم سطور بالا میں پیش کر چکے ہیں۔

رہا اس امر کا جائزہ کہ 'خود روایت میں ایک خلا موجود ہے حضرت خدیجہ کے رد عمل اور بطور خاص ورقہ بن نوفل کے جواب سے واضح ہے کہ اس پہلی ملاقات میں حضرت جبرئیلؑ نے حضرت محمد بن عبداللہ ﷺ کو خدا کا پیغمبر ہونے کی خبر دی تھی لیکن ان آیات میں اس کے تقرر کا تو کوئی ذکر نہیں البتہ خدا کا کلام پڑھ کر سنانے کا حکم ضرور دیا جارہا' جو ظاہر ہے اسی وقت دیا جاسکتا ہے جب تقرر بھی ہو چکا ہو اور دعوت کے لیے ضروری کلام بھی نازل ہو چکا ہو' (۶۲)

جہاں تک روایت میں خلا کا تعلق ہے تو ہم اس امر کی تفصیلی صراحت مقالہ کے ابتدائی حصہ میں کر چکے ہیں اور ورقہ بن نوفل کا جواب بھی تحریر کر چکے ہیں۔ البتہ ہم پیغمبر کی بعثت سے متعلق یہاں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی ایسا منصب نہیں کہ جس لیے باقاعدہ کوئی تقرر نامہ، جاری ہو بلکہ حضرت جبرئیل کا وحی لے کر آنا ہی منصب نبوت اور روح الٰہی کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا فَیُوْحِیَ بِاِذْنِهٖ مَا یَشَآءُ﴾ (۶۳)

اور کسی بشر کا یہ مقام نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے روبرو بات کرے اس کی بات یا تو وحی (الہام) کے طریقے پر ہوتی ہے یا پردے کے پیچھے سے یا پھر پیغامبر (فرشتہ) بھیجتا ہے اور اس کے حکم سے وہ جو

 محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہتا ہے، وحی کرتا ہے۔

چنانچہ ورقہ بن نوفل کا آنحضور ﷺ کی وحی کی کیفیات کا سننا اور کتب سابقہ کی روشنی میں مشاہدہ کرنا اور اس کی بنیاد پر یہ کہنا کہ یہی وہ رازداں فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰ کے پاس بھی خدا تعالیٰ کا پیغام لایا تھا بعثت نبوی کی طرف صریح اشارہ ہے۔ جہاں تک اس واقعہ کو حضرت موسیٰ کی وحی اور بعثت کے مماثل قرار دینا ہے تو یہ درست نہیں ہے۔ ہر پیغمبر پر اللہ تعالیٰ نے وحی، پیغام رسالت اور دعوت کے لئے یکساں طریقے اختیار نہیں فرمائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مولانا حمید الدین فراہیؒ اور مولانا امین احسن اصلاحی کے تفسیری منہج پر ایک نظر

فاضل مضمون نگار نے اپنے مضمون میں تدبر قرآن سے بھی استدلال کیا ہے۔ مولانا امین احسن اصلاحیؒ کی یہ تفسیر تدبر و تفکر اور نظم القرآن کے حوالے سے منفرد اہمیت کی حامل ہے نیز تدبر قرآن کا محرک مولانا حمید الدین فراہیؒ کی شخصیت اور ان کا علمی فیضان ہے لہذا اہم ضمنی طور پر ہر دو کے تفسیری مناہج پر بھی مختصر گفتگو کرتے ہیں۔

مولانا امین احسن اصلاحی، تفسیر کا مقصد اور فہم قرآن کے وسائل، کے تحت لکھتے ہیں :

"اس کتاب کے لکھنے سے میرے پیش نظر قرآن حکیم کی ایک ایسی تفسیر لکھنا ہے جس میں میری دلی آرزو اور پوری کوشش اس امر کے لئے ہے کہ میں ہر قسم کے بیرونی لوث اور لگاؤ اور ہر قسم کے تعصب و تحزب سے آزاد اور پاک ہو ہر آیت کا وہ مطلب سمجھوں جو فی الواقع اور فی الحقیقت اس آیت سے نکلتا ہے اس مقصد کے تقاضے سے قدرتی طور پر میں نے اس میں فہم قرآن کے ان وسائل و ذرائع کو اصل اہمیت دی ہے جو خود قرآن کے اندر موجود ہیں۔ مثلاً قرآن کی زبان ،قرآن کا نظم اور قرآن کے نظائر و شواہد، دوسرے وسائل جو قرآن کے باہر کے ہیں مثلا حدیث، تاریخ، کتب سابق صحیفے اور تفسیر کی کتابیں۔ اگرچہ اپنے امکان کے حد تک میں نے ان سے بھی فائدہ اٹھایا ہے لیکن ان کو داخلی وسائل کے تابع رکھ کر ان سے استفادہ کیا ہے۔ جو بات قرآن کے الفاظ، قرآن کے نظم اور خود قرآن کی خود اپنی شہادتوں اور نظائر سے واضح ہو گئی ہے وہ میں نے لے لی ہے اگر کوئی چیز اس کے خلاف میرے سامنے آئی ہے تو میں نے اس کی قدر و قیمت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اہمیت کے اعتبار سے اس کو جانچا ہے"(٦٤)

مولانا اصلاحی کے اس اقتباس سے اس امر کی صراحت ہو رہی ہے کہ انہوں نے قرآن حکیم کی زبان و نظم اور نظائر و شواہد کو تفسیر میں ہر حوالے سے ترجیح دی ہے اور انہوں نے تفسیر قرآن کے اساسی مآخذ کی حیثیت سے لیا ہے جبکہ حدیث مبارکہ کو نہ صرف خارجی وسائل میں شمار کیا ہے بلکہ ان کو داخل وسائل کے تابع رکھ کر ہی اس سے استفادہ کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نہ صرف زیر نظر مضمون میں ایک الگ اور منفرد نقطہ نظر سامنے آیا ہے بلکہ تدبر قرآن کے حوالے سے تفردات، کا ایک نیا باب کھل گیا ہے جو محلِ نظر ہے۔ نظم قرآن حکیم کو تفسیر قرآن کی بنیاد قرار دینا اگرچہ اعجازی پہلو سے تو مستحسن ہے اور ہر مفسر کے لیے لازم ہے کہ اس سے اعتناء کرے مگر کلیتاً تفسیر قرآن کی عمارت اسی پر استوار کرنا کسی طور بھی مناسب نہیں ہے۔ جہاں تک احادیث صحیحہ کا تعلق ہے تو اس سے بے اعتنائی اختیار کرنا اور عملاً اس کو نظر انداز کرنا امت مسلمہ میں اختلاف و انتشار کو فروغ دینا ہے جس کی ایک ادنیٰ سی مثال زیرِ نظر مضمون ہے جس میں فاضل مضمون نگار نے ایک مسلمہ اور متفقہ نقطہ نظر کو محل نظر بنایا ہے۔ اور پہلی وحی پر احادیث صحیحہ اور صحابہ کرامؓ اور تابعین کے مسلمہ نقطہ نظر کو متنازع بنا کر اسے فکری انتشار اور ذہنی خلجان کا سبب قرار دیا ہے۔ اس باب میں مولانا حمید الدین فراہی کی رائے یہ ہے :

"پس جب ایسے اصطلاحی الفاظ کا معاملہ پیش آئے جن کی حدو تصویر قرآن حکیم میں نہ بیان ہوئی تو صحیح راہ یہ ہے کہ جتنے حصے پر تمام امت کا اتفاق ہے اتنے پر قناعت کرو، (٦٥)

مزید لکھتے ہیں :

"تمام دینی اصطلاحات کے بارے میں اسی مسلک کو صحیح سمجھتا ہوں اور اسی کو میں نے اختیار کیا ہے البتہ ان کے اسرار و مصالح میں نے واضح کرنے کی کوشش کی ہے اور اس باب میں رہنمائی قرآن اور صحیح احادیث سے حاصل کی ہے۔ (٦٦)

حدیث و سنت متواتر کو مختلف قرار دینا بھی ایک نئی اختراع ہے اس بارے میں وہی نقطہ نظر اختیار کیا جائے جو امت مسلمہ کا آغاز سے رہا ہے، اور حضور اکرم ﷺ کی یہ حیثیت باقاعدہ تسلیم کی جائے "آپ جس طرح اس کتاب کے لانے والے تھے، اسی طرح اس کے معلم اور مبین بھی تھے اور یہ تعلیم و تبیین آپ کے فریضہ رسالت ہی کا ایک حصہ تھی" (٦٧) 'واللہ اعلم بالصواب'

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محدث

فراہی یا اصلاحی وغامدی گروپ نے تفسیر قرآن میں "حدیث وسنت" کو خارجی وسائل میں شمار کر کے احادیث سے جو بے اعتنائی برتی بلکہ اس کے اعراض وانکار کا راستہ اختیار کیا ہے، اس نے اس گروہ کو عملاً اعتزالی زیغ وضلال میں مبتلا کر دیا ہے۔ چنانچہ اب اس گروہ کے لیے کسی بھی صحیح حدیث یا اسلامی مسلمات کا انکار مشکل نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس گروہ نے رجم کی احادیث کا انکار کیا۔ معراج کے جسمانی ہونے کا انکار کیا، عقیدہ نزول مسیح، ظہور مہدی اور خروج دجال جیسے مسلمات اسلامیہ کا انکار کیا۔ اس لیے ان کے زیر بحث موقف ہی میں فکر ونظر کی کجی نہیں پائی جاتی ہے (جیسا کہ فاضل مضمون نگار نے لکھا ہے) بلکہ یہ گروہ اپنی کج فکری اور استخفاف حدیث میں بہت آگے جا چکا ہے، اور سرسید وپرویز کا جانشین بن گیا ہے۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا۔ (ادارہ)

حوالہ جات وحواشی

۱۔ العلق، (۱۔۵)

۲۔ جاوید احمد غامدی، ماہنامہ 'اشراق' ستمبر ۹۸، دانش سرا، ۲۳ الی ماڈل ٹاؤن لاہور مضمون 'طالب محسن' پہلی وحی؟' ۴۲

۳۔ ایضاً، حوالہ مذکور، ۴۳

۴۔ العلق، ۵

۵۔ امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن، فاران فاؤنڈیشن لاہور پاکستان، ۱۹۸۵، ۹/ ۴۶۰

۶۔ فاضل مضمون نگار نے اپنے اس موقف کی تائید کے لئے حضرت موسیٰ کی اللہ تعالیٰ سے پہلی گفتگو کا حوالہ دیا ہے ملاحظہ ہو سورۃ طٰہٰ (۱۱۔۱۶) طٰہٰ، ۲۴ طٰہٰ، ۴۲۔ ۴۴۔ تفصیل کے لئے دیکھئے 'اشراق' حوالہ مذکور، ۴۴۔ ۴۵

۷۔ اشراق، حوالہ مذکور، ۴۳۔ ۴۵

۸۔ حضور اکرم ﷺ کو مندرجہ ذیل آیات میں شارح، اور مفسر قرار دیا گیا ہے۔

(ا) ﴿وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾ (النحل ۴۴)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ہم نے آپ پر "الذکر" (قرآن) نازل کیا تاکہ جو تعلیم لوگوں کی طرف بھیجی گئی ہے وہ ان پر واضح کردیں اور تاکہ وہ لوگ غور فکر کریں۔

(ب) ﴿إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ﴾ (النساء، ۱۰۷)

اے پیغمبر ہم نے آپ پر الکتاب، سچائی کے ساتھ نازل کردی ہے تاکہ جو کچھ اللہ نے بتلادیا ہے آپ اس کے مطابق فیصلہ کریں۔

(ج) ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ﴾ (المائدہ، ۶۷)

اے رسول جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے، آپ اس کی تبلیغ کیجیے۔

۹۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن لاہور ۱۹۷۳ء، ۶/۳۹۲، ۳۹۳ یا مذکورہ حدیث کا متن ملاحظہ ہو حوالہ نمبر ۱۹۔

۱۰۔ حافظ ابن کثیر، تفسیر قرآن العظیم، (اردو ترجمہ) نور محمد کارخانہ کتب آرام باغ کراچی، ۵/ ۸۷، ۸۹

۱۱۔ مولانا تقی حقانی، علوم القرآن، مکتبہ دارالعلوم کراچی ۱۴، ۵۶

۱۲۔ ایضاً، حوالہ مذکور، ۵۷

۱۳۔ سید امیر علی، تفسیر مواہب الرحمٰن المعروف بہ جامع البیان، قرآن کمپنی لمیٹڈ لاہور، (س ن) ۱۰/ ۸۳۵

۱۴۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، مترجم، سید عبدالدائم جلالی، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی ۱۹۸۷ء، ۱۲/ ۳۶۶

۱۵۔ محمد عبدالحق حقانی، تفسیر فتح المنان المشہور بہ تفسیر حقانی، مکتبہ الحسن لاہور (س ن)، ۸/ ۱۹۰

۱۶۔ علامہ جلال الدین سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، مترجم (محمد حلیم انصاری) ادارہ اسلامیات، لاہور ۱۹۸۲ء، ۱/ ۵۶

۱۷۔ سید قطب شہید، تفسیر فی ظلال القرآن، مترجم سید حامد علی، البدر پبلی کیشنز لاہور، (تیسواں پارہ)، ۳۱۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۸۔ متن حدیث کا ترجمہ ملاحظہ ہو حوالہ نمبر۹، سید ابو الاعلیٰ مودودی، حوالہ مذکور، ۶/ ۳۹۲، ۳۹۳

۱۹۔ مذکورہ حدیث ام المومنین حضرت عائشہؓ نے حضور اکرم ﷺ سے سن کر بیان فرمائی ہے ملاحظہ ہو حوالہ: صحیح البخاری بشرح الکرمانی، التقریب للنوویؒ، دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان ۱۹۸۱ء باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ، انما سمعت من النبی ﷺ، ۱، ۳/ ۳۱

۲۰۔ الصادقۃ، امام بخاری نے کتاب التفسیر میں الصالحۃ کا لفظ بھی استعمال کیا ہے "دونوں ہم معنی" ملاحظہ ہو ایضاً، حوالہ مذکور ۲۲، ۳۱

۲۱۔ جاءہ الحق ای الوحی الکریم، یعنی حق سے مراد وحی الٰہی ہے، ایضاً ۱، ۲/ ۳۳

۲۲۔ مذکورہ حدیث میں آیات اقرأ سے الاکرم تک ہیں مگر بالاتفاق اس سے مراد اقرأ سے مالم یعلم تک ہے جیسا کہ شرح کرمانی میں صراحت ہے ایضاً ۱، ۲/ ۳۵

۲۳۔ الناموس سے مراد حضرت جبرئیلؑ مراد ہیں ایضاً ۱، ۲/ ۳۸

۲۴۔ ورقہ بن نوفل نے نصرانی ہونے کے باوجود حضرت عیسیٰؑ کی بجائے حضرت موسیٰؑ کا ذکر کیا ہے۔ اس بارے میں شرح بخاری میں ہے کہ حضرت موسیٰؑ کو یہود ونصاریٰ دونوں بالاتفاق مانتے ہیں اور تورات پر ایمان بھی رکھتے ہیں لیکن حضرت عیسیٰؑ کو یہود نہیں مانتے اور ان کی تکفیر کرتے ہیں اسی وجہ سے روایت میں حضرت موسیٰؑ کا ذکر ہے۔ ایضاً ۱، ۲/ ۳۹

۲۵۔ محمد بن اسماعیل بخاری، الصحیح للبخاری بشرح الکرمانی، دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان ۱۹۸۱ء باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ، ۱، ۲/ ۳۸، ۳۹

۲۶۔ مولانا تقی عثمانی، علوم القرآن حوالہ مذکور، ۵۸، نیز دیکھئے الاتقان ۱/ ۲۵

۲۷۔ زمخشری، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، مطبعۃ الاستقامۃ، قاہرہ ۱۳۶۵ھ، ۴/ ۷۷۵

۲۸۔ علامہ جلال الدین سیوطی، الاتقان، حوالہ مذکور ۱/ ۵۸

۲۹۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری ۱/ ۲۳ مزید تحقیق کے لئے دیکھئے فیض الباری ۱/ ۵، الاتقان ۱/ ۲۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۰۔ تقی عثمانی، علوم القرآن، حوالہ مذکور، ۵۸

۳۱۔ محمد بن اسماعیل البخاری، جامع الصحیح، حوالہ مذکور ۱، ۲/ ۴۱، ۴۲

۳۲۔ جلال الدین سیوطی، الاتقان، حوالہ مذکور، ۱/ ۵۸

۳۳۔ محمد عبدالحق حقانی، تفسیر حقانی، حوالہ مذکور، ۸/ ۹۰

۳۴۔ محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری، بشرح الکرمانی، التریب للنوویؒ، ۱، ۲/ ۴۲، ۴۳

۳۵۔ اشراق، حوالہ مذکور، ۴۵

۳۶۔ مولانا امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن حوالہ مذکور، مقدمہ، ۱/ ۳۰

۳۷۔ ایضا، ۱/ ۲۹

۳۸۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، تاریخ ابن کثیر، نفیس اکیڈمی کراچی، ۳، ۴/ ۳۹

۳۹۔ مولانا تقی عثمانی، علوم القرآن، حوالہ مذکور، ۵۶

۴۰۔ مولانا مودودی، تفہیم القرآن، حوالہ مذکور، ۶/ ۳۹۲

۴۱۔ صحیح البخاری، للتریب للنووی، ۲۰۱/ ۳۱

۴۲۔ اشراق، حوالہ مذکور، ۴۳، محمد امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن، حوالہ مذکور، ۹/ ۴۶۰

۴۳۔ مودودی، تفہیم القرآن، حوالہ مذکور، ۶/ ۳۹۲

۴۴۔ ایضا، ۶/ ۳۹۶

۴۵۔ ایضا، ۶/ ۳۹۶ (اس واقعہ کے بارے میں ابو جہل سے متعلق روایت بخاری، ترمذی، نسائی، ابن جریر، عبدالرزاق، وغیرہ میں منقول ہیں)

۴۶۔ ابن کثیر، تفسیر قرآن العظیم، حوالہ مذکور، ف ۵/ ۸۰

۴۷۔ مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ادارہ المعارف کراچی، ۱۹۸۵ء،

۴۸۔ سید قطب شہید، تفسیر فی ظلال القرآن، حوالہ مذکور، ۳۱۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۹۔ اشراق، حوالہ مذکور، ۴۳

۵۰۔ ابن کثیر، حوالہ مذکور، ۵/ ۴۹

۵۱۔ طٰہٰ، ۱۴

۵۲۔ مولانا مودودی، تفہیم القرآن، حوالہ مذکور، ۶/ ۳۹۶

۵۳۔ ڈاکٹر حمید اللہ، خطبات بہاولپور، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ۱۹۹۰ء عہد نبوی میں نظام تعلیم، ۹۴، ۹۵

۵۴۔ سید قطب شہید، حوالہ مذکور، ۳۱۶

۵۵۔ اشراق، حوالہ مذکور، ۴۳

۵۶۔ الجمعہ، ۲

۵۷۔ امین احسن اصلاحی، حوالہ مذکور، ۹/ ۲۵۵، ۲۵۶

۵۸۔ البقرہ، ۲۵۵

۵۹۔ مولانا مودودی، تفہیم القرآن، حوالہ مذکور، ۶/ ۲۹۶

۶۰۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، حوالہ مذکور، ۱۲/ ۴۶۶، ۴۶۷

۶۱۔ مریم، ۳۰، ۳۱

۶۲۔ اشراق، ۴۴

۶۳۔ الشوریٰ، ۵۱

۶۴۔ مولانا امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن، حوالہ مذکور، مقدمہ، ۱/ ۱۳، ۱۴

۶۵۔ ایضا، ۱/ ۳۰

۶۶۔ ایضا، ۱/ ۳۰

۶۷۔ ایضا، ۱/ ۲۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ